

لئے لکھ رہے ہیں کہ ہم ان مذاکرات کی ناکامی پر اطمینان کا اظہار کریں، کیونکہ آج تک عالم کفر اور خصوصاً امریکہ کے زیر اہتمام جہاں بھی مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذاکرات ہوئے ہیں تو نقصان اور خسارے میں صرف مسلمان ہی رہے ہیں۔ اس بار بھی امریکہ نے بھرپور دباؤ ڈالا کہ فلسطینی عوام القدس شریف سے مکمل دستبرداری کا اعلان کر دیں اور اسرائیلی فیصلوں اور اسکے بنائے گئے ناقابل تصور ظالمانہ نقشے کو مان لیں۔ لیکن الحمد للہ کہ عالم اسلام، فلسطینی عوام اور خصوصاً تحریک حماس کے زبردست دباؤ کے پیش نظر فلسطینی محدود علاقے کے ”خود مختار“ ”صدر“ یا سرعرات نے اسرائیل اور امریکہ کی مرضی بامر مجبوری نہیں مانی۔ ورنہ اس سے پہلے اسی کمپ ڈیوڈ کے شہر میں کئے گئے معاہدوں اور دیگر مذاکرات کے نتیجے میں ہمیشہ یا سرعرات نے صیہونی مفادات کو فوقیت دی ہے۔ مذاکرات کی ناکامی کے بعد یا سرعرات نے ایک بار پھر دھمکی دی ہے کہ ستمبر میں آزاد فلسطینی ریاست کا اعلان کیا جائے گا۔ گو کہ اس سے قبل بھی انہوں نے کئی مرتبہ اس کا اعلان کرنا چاہا لیکن ہر بار امریکی لالچ اور اس کی وفاداری نے ایسا کرنے سے انہیں روک رکھا۔ اس بات تو عالم اسلام کی اکثریت نے اس کی منظوری کا عندیہ بھی دے دیا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ اس بار یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے؟

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ امر امریکہ سمیت پوری دنیا پر واضح کر دینا چاہیے کہ عالم اسلام کسی بھی صورت میں القدس کی عظمت اس کی مذہبی، تاریخی، تمدنی اور جغرافیائی حیثیتوں سے دستبردار نہیں ہو گا۔ چاہے اس کے لئے اسے کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے۔ لیکن اول و آخر القدس مسلمانوں اور فلسطینیوں کا ہی ہے۔

آمر حافظ الاسد کی موت اور ان کے بیٹے بشار الاسد کی ریفرنڈم میں جیت خاندانی اقتدار عالم عرب کے سیاسی اور مذہبی انحطاط کی اصل علت

کچھ عرصہ قبل شام کے مطلق العنان تیس برس سے قابض حکمران حافظ الاسد کا انتقال ہوا۔ حافظ الاسد بھی عالم اسلام کے ان حکمرانوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام اور مذہبی حلقوں کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور سرزمین اسلام میں ہی اسلام کو قیدی بنائے رکھا۔ تیس برس کے طویل عرصے میں کتنے ہی بے گناہ، ہم وطن، ہم نسل، علماء، فضلاء، اتباع اور سیاسی مخالفین کو اقتدار کی قربان گاہ پر اپنی حکومت کے دوام کے لئے قربان کر دیا۔ اس عرصے میں شام میں مذہبی سرگرمیاں صرف موزن کی اذان اور نماز جنازہ کی رسومات کی ادائیگی تک رہ گئی تھیں۔ باقی پورے ملک اور نظام پر اشتراکیت کے منحوس سائے بڑ گئے تھے۔ شروع ہی سے پورا ملک ”البعث“ نامی پارٹی کو شکیہ پر دیا گیا ہے۔ حافظ الاسد کے تیس سال کا زمانہ ریفرنڈم، سازشوں، جبر و استبداد اور

اسرائیل کی مخالفت کے سلسلے کا۔ اب یہی ”دستور“ ان کے اپنے بھار الاسد کیلئے بھی ٹھہرا ہے۔ آپ بھی اپنے والد کی طرح پانچ سال کیلئے صدارتی الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہو چکے ہیں۔ اور بظاہر اب اقتدار کا تاج تاحیات آپ کے سر پر جگمگاتا رہے گا۔ اور پھر اس کے بعد حسب سابق آئندہ نسلوں کو یہ منتقل ہو تا رہے گا۔ یہ سب کچھ ”جمہوریت“ کے نام پر ہو رہا ہے۔ اور پھیروں کیلئے کہ ماشاء اللہ ”جمہوری دور“ میں ہو رہا ہے لیکن دنیا بھر کے ”جمہوریت کے چیمپئن“ یہ دھاندلی جبر و استبداد، شخصی اور خاندانی اقتدار اپنے مفادات کی تکمیل کیلئے برداشت کر رہے ہیں۔ حافظ الاسد اس گناہ میں تنہا نہیں تھا بلکہ اسکے ساتھ مصر کے حسنی مبارک، عراق کے صدام حسین اور لبنا کے قذافی وغیرہ جیسے حکمران کئی عشروں سے نام نہاد پانچ سالہ انتخابات اور ریفرنڈمز کے ذریعے عوام و اقتدار پر قابض ہیں اور تقریباً ان تمام ممالک میں اشتراکی یا البعث ٹاپ کی پارٹیوں کی حکمرانی رہی ہے اور انکی نایل اولادیں بھی ابھی سے آئندہ کیلئے نامزد ہو گئی ہیں۔ اور باقی دیگر عرب ممالک پر ”ماشاء اللہ“ بادشاہت کا خاندانی تسلط تو پہلے ہی سے موجود ہے۔

آج اسی تسلط اور خاندانی اقتدار کے باعث ملت مسلمہ بتائی کی جانب گامزن ہے۔ اگر اسلام میں آمریت اور خاندانی اقتدار جاریت ہو تو حضور ﷺ اس کا اہتمام اپنے خاندان سے کرتے۔ اسلام ملوکیت کا سب سے بڑا مخالف ہے۔ اور ایسے اس نے معاشرے کو بتائی سے چلانے کیلئے خلافت کا منصفانہ اور جمہوری راستہ اپنانے کو کہا ہے۔

اتفاق سے ان تمام ممالک میں راقم کو نہ صرف جانے کا بلکہ ان حکومتوں کا اقتدار اور معاشرے کو قریب سے دیکھنے کا بھی وقت ملا ہے۔ شام کی ایسی کون سی گلی اور سڑک نہ ہو گی یا ایسا کون سا پتھر نہ ہو گا جس پر حافظ الاسد اور اس کے بیٹوں کی قد آور تصاویر یا حمایتی نعرے درج نہ ہوں۔ خصوصیت کے ساتھ یہ نعرہ ہر جگہ پڑھنے کو ملتا ہے۔ قایدنا الی الابد حافظ الاسد۔ پھر اس کی موت کے بعد چالیس روزہ ماتمی پروگراموں میں لا الہ الا اللہ حافظ الاسد حبیب اللہ کا محرف کفریہ کلمہ شام کے ٹیلی ویژن سے برآمد گویا رہا جسے تمام عالمی اسلام اور دیگر دنیا نے دیکھا اور سنا۔ اس سے ان کے مسخ عقائد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

شام میں کوئی بھی شخص حکمرانوں کے خلاف مخالفانہ رائے کا اظہار نہیں کر سکتا۔ وہاں ایجنسیوں کا ایک ایسا مربوط نظام ان آمر حکمرانوں نے قائم کیا ہوا ہے کہ گھر میں میاں بیوی اور باپ بیٹوں کے درمیان بھی کوئی نہ کوئی ایجنسی کا اہل کار اڈ ہو گا۔ ملک کے تمام شہری سب سے ہوئے گھبرائے اور گھٹن کے ماحول میں جی رہے ہیں۔ البتہ دنیائے عرب کے ان تمام آمر حکمرانوں نے اس گھٹن کو کم کرنے کیلئے سرکاری طور پر عیاشی، فحاشی، کھیل، تماشوں کے ذریعے رعایا کو ”خوش“ رکھا ہوا ہے۔ عالم عرب اور مسلم معاشرے کے زوال میں بیسویں صدی کے ان حکمرانوں نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ عالم اسلام کو ان نایل حکمرانوں سے کب نجات ملے گی۔ اور کب مسلمانوں کو حقیقی آزادی ملے گی۔